

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

یوم النحر دس ذی الحجہ کے دن امور اربعہ میں ترتیب کا مسئلہ؟

بخدمت جناب مفتی صاحب زید مجدکم۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہر سال حج کے موقع پر خفی حجاج کے درمیان مختلف مسائل زیر بحث رہتے ہیں جن میں سے تین مسائل اہم ہیں۔ ۱۔ ۱۰ ذی الحجہ کے دن رمی قربانی اور حلق میں ترتیب کی رعایت اب بھی ضروری ہے جیسے کہ ہمارے متون میں تصریح ہے یا کہ اب زحام کی وجہ سے اس میں رعایت دی جائیگی؟ ۲۔ بینک کے ذریعے قربانی کے جواز کا کیا حکم ہے؟ ۳۔ منیٰ عرفات اور مزدلہ میں قصر ہے یا اتمام؟

گزشتہ چند سالوں سے ان مسائل پر بحث میں کافی شدت آگئی ہے حج کے موقع پر خیمہ خیمہ اس بحث کا شکار نظر آتا ہے حج سے لوٹنے کے بعد بھی ایک طویل عرصے تک تہمیدوں اور تنقید کا بازار گرم رہتا ہے۔

عوام الناس چونکہ مسائل کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اس لئے دوران بحث و مباحثہ حدود کی رعایت نہیں رکھ پاتے اور نوبت علماء کرام کی توہین تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اس جیسے مسائل پر اجتماعی غور و فکر کا اہتمام کیا جائے آراء و معلومات کا تبادلہ ہو اور ایک دوسرے کے دلائل سننے سمجھنے کے بعد توفیق الہی کسی ایک رائے پر اتفاق کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اجتماعی کوششوں کو ذریعہ بنا کر امت کو انتشار و افتراق سے بچائے۔ آمین

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعہ علوم اسلامیہ۔ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی



الجواب وباللہ التوفیق

فروعی مسائل میں اختلاف قرون اولیٰ سے چلا آ رہا ہے اور یہ اختلاف امت مسلمہ کیلئے رحمت ہے کما

قال اختلاف الائمة رحمة (مقدمہ شامی ۵۰/۱)

اس لئے کہ کبھی بھی ایسے حالات آ سکتے ہیں کہ ایک قول ان حالات میں عمل کرنا ناممکن ہوگا اور اگر عمل ممکن

بھی ہو مگر وہ تکلیف بالایطاق کے قبیل سے ہوگا جبکہ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں فرمایا لایکلف اللہ نفساً الا وسعها (الایۃ) اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کی طاقت اور بساط کے مطابق مکلف کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کے ہاں مسلمہ قاعدہ ہے کہ وقت کی تبدیلی اور حالات کے تغیر کی وجہ سے فردی احکامات اور اختلافی اقوال میں ترجیح کی تبدیلی آتی رہتی ہے اور اس کے نظائر ذخیرہ فقہ میں موجود ہیں، ان فردی مسائل میں ایک مسئلہ احکام حج میں سے یوم النحر کے دن امور اربعہ کو بالترتیب انجام دینے کا ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ نے لکھا ہے فی یوم النحر اربعة اشياء الرمي ثم النحر ثم الحلق ثم الطواف والسنة ترتبها هكذا فان النبي ﷺ رتبها كذلك روى أنس أن النبي ﷺ رمى ثم نحر ثم حلق (رواه ابوداود (المغنی ۵/۳۲۰)

یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ کے دن) چار امور ہیں۔ پہلے رمی پھر نحر پھر حلق پھر طواف۔ سنت طریقت یہ ہے کہ ان امور کو ایسی ترتیب کے ساتھ ادا کیے جائیں۔ جس ترتیب سے رسول اللہ ﷺ نے ان امور کو ادا کئے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے رمی کی پھر نحر کیا پھر حلق کیا امور اربعہ کی ادائیگی بالاتفاق مطلوب ہے: یہی وجہ ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ ان امور کو ادا کرنا

بالاتفاق تمام ائمہ مجتہدین مطلوب ہے۔ وقد اجمع العلماء علی مطلوبیۃ هذا الترتیب (اوجز المسالک ۵۶۳/۸ کتاب الحج) اس ترتیب کی مطلوبیت پر علماء امت کا اجماع ہے۔ اور یہی بات علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے بھی لکھی ہے: اعلم أن وظائف يوم النحر بالاتفاق اربعة اشياء رمی جمرۃ العقبة ثم نحر الهدیٰ او ذبحہ ثم الحلق او التقصیر ثم طواف الافاضۃ وقد اجمع العلماء علی مطلوبیۃ هذا الترتیب (تحفۃ الاحوذی ۳/۶۶۳) جان لو کہ بیشک باتفاق علماء یوم نحر (ذی الحجہ کے دن) کا وظیفہ چار امور ہیں پہلے جمر عقبہ کی رمی پھر قربانی کا نحر یا ذبح کرنا پھر حلق یا تقصیر پھر طواف افاضۃ اور علماء امت کا اتفاق اس ترتیب کی مطلوبیت پر ہے۔

شواہد اور حنا بلہ کا مذہب: البتہ اس ترتیب کے ذات حکم میں اختلاف ہے:

امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام اسحاق بن راہویہؒ اور اکثر شیعہ صحابہ اور تابعین اس ترتیب کو سنت مانتے ہیں قال العلامة طیبیؒ اختلف فی انه سنة لاشئ فی ترکہ او واجب یتعلق الدم بترکہ وعلی الاول ذہب اکثر علماء الصحابة والتابعین وبہ قال الشافعی و احمد واسحاق لهذا الحديث وامثاله (شرح الطیبی ۵/۳۱۳)

علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ یا واجب ہے جس کے ترک پر

دم واجب ہے؟ پہلی رائے (سنت کو) اکثر علماء صحابہ کرام تابعین نے اختیار کیا ہے اور اسی پر امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ نے اس حدیث اور اس جیسے دوسرے روایات کی وجہ سے قول کیا ہے۔ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں واما الاعمال المشروعة يوم النحر فهي اربعة رمى جمرة العقبة ثم ذبح الهدي ثم الحلق ثم الذهاب الى مكة لطواف الافاضة وهي على هذا الترتيب مستحبة فلو خالف فقدم بعضها على بعض جاز وفاته الفضيلة (كتاب الايضاح في مناسك الحج والعمرة ۳۱۱)

دسویں ذی الحجہ کو جو کام کئے جاتے ہیں وہ چار ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، پھر ذبح، پھر حلق اور پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا یہ اسی ترتیب کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا چنانچہ بعض کو بعض پر مقدم کیا تو ایسا کرنا اگرچہ جائز ہے، لیکن اس شخص کو فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

اور شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ نے لکھا ہے۔ وذهب الشافعي وجمهور السلف وفقها اهل الحديث إلى الجواز وعدم وجوب الدم (ادوار المسالك ۸/ ۵۶) امام شافعیؒ اور جمہور سلف اور فقہاء اہل حدیث کے ہاں ان امور میں تقدیم و تاخیر جائز ہے اور کرنے کی صورت میں لازم نہیں۔

امام احمدؒ سے دوسری روایت: البتہ امام احمدؒ کی دوسری روایت میں ہے اگر بھولے سے یا عدم علم کی صورت میں کوئی شخص اس ترتیب کو ساقت کرے تو کوئی دم نہیں لیکن اگر قصد اوعداً ایسا کرے تو پھر دم لازم ہے۔

وقال صاحب المغنى قال الاثر من أحمد ان كان ناسياً أو جاهلاً ففلا شئ عليه وإن كان عالماً فعليه دم لقوله في الحديث لم أشعر (ادوار المسالك ۸/ ۵۶۴) امام اثرمؒ امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کرتے ہیں اگر کسی نے ان امور میں ترتیب کو انجانی یا بھولے سے ترک کیا ہو تو اس پر کچھ نہیں اور اگر جان بوجھ کر ترک کیا ہو تو اس پر دم لازم ہے۔ اس لئے کہ حدیث پاک میں لم أشعر کا لفظ آیا ہے۔

مالکیہ کا مسلک: علامہ عبدالرحمن الجزائریؒ مالکیہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: واما مندوباته منها رمى جمرة العقبة حين وصوله الى منى وبعد طلوع الشمس وفعل الذبح والحلق قبل الزوال يوم العيد وتأخير الحلق عن الذبح (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ۱/ ۶۷) مستحبات حج میں سے ہے کہ مٹی پھینچتے ہی طلوع شمس کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور عید کے دن زوال سے پہلے پہلے حلق اور قربانی کرے البتہ حلق کو قربانی سے مؤخر کرے گا۔ اور یہی مالکیہ کے ہاں رائج ہے۔

والراجح أن الترتيب بين اعمال يوم النحر سنة (الدين الخالص ۹/ ۱۷۷)

اور رائج یہی ہے کہ (مالکیہ کے ہاں) یوم النحر کے اعمال کے درمیان ترتیب سنت ہے۔

ابن حزم کا مسلک: اہل نواہر میں سے امام ابن حزمؒ کا یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو طواف اور سعی میں جس کو

چاہیں آپ مقدم کر دیں اور جس کو چاہیں مؤخر کر دیں اس میں کوئی حرج نہیں وجائز فی رمی الجمرة والحلق والنحر والذبح وطواف الافاضة والطواف بالبيت والمعی بین الصفاء والمروة أن تقدم أيها شئت لأخرج فی شئی من ذلك (المکمل ۱۹۱/۵)

امام شاہ ولی اللہ کی رائے وترجمہ: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اسی کو رائج سمجھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: وافتی فیمن احلق قبل أن یذبح أو نحر قبل أن یرمی أو رمی بعد ما رمی أو أفاض قبل احلق أنه لأخرج ولم یأمر بکفارة والسکوت عندا الحاجة بیان ولیست شعری هل فی بیان الاستحباب صیغة أصرح من لأخرج (حجة الله البالغة ۶۵/۲)

اور رسول اللہ ﷺ نے فتویٰ دیا اس شخص کے حق میں جس نے قربانی سے پہلے سرمٹا لیا..... اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ استحباب کے بیان میں لاجرح سے بھی زیادہ واضح کوئی لفظ ہے؟

احناف میں صاحبین کا مذہب: اور علماء احناف میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی اس ترتیب کو سنت کہتے ہیں قال العلامة عبدالحی اعلم ان المسنون يوم النحر اربعة أمور الرمی ثم الذبح ثم الحلق ثم الافاضة هذا الترتیب هو المسنون عند كافة العلماء وقد وردت الروایات بهذا الترتیب من فعله ﷺ والترتیب بین هذا الاربعة سنة عند الشافعی واحمد وصاحبی ابی حنیفة فمن قدم شیئا من هذا أو أخر فلا دم علیه عندهم لكون الترتیب غیر واجب (حاشیة موطا امام محمد ۵/۴)

جان لو کہ بیشک یوم نحر میں چار امور مسنون ہیں۔ رمی پھر ذبح، پھر طلق اور پھر طواف افاضة اور یہ ترتیب تمام علماء کے ہاں مسنون ہے اور یہ ترتیب نبی کریم ﷺ سے فعلاً ثابت ہے اس لئے یہ ترتیب امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے دونوں شاگرد (امام یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں سنت ہے لہذا جو شخص ان امور میں تقدیم یا تاخیر کرے تو ان ائمہ کے ہاں اس شخص پر دم (قربانی) لازم نہیں اس لئے کہ ان امور میں یہ ترتیب واجب نہیں۔

ابن رشد کا دعویٰ اجماع: علامہ ابن رشد قرطبیؒ نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے و اجمع العلماء علی ان هذا سنة الحج، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ترتیب حج کی سنت ہے۔ (بدلیۃ المجدد ۱/۲۵۷) اس لئے یہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے ان امور میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے تو اس شخص پر دم لازم نہیں۔

لما قال البدر العینی اذا حلق قبل ان یذبح فقال مالک والثوری والاوزاعی والشافعی واحمد واسحاق وابو ثور وداود ابن جریر لاشیئ علیہ وهو نص الحدیث ونقلہ ابن عبد البر عن الجمهور منهم عطاء وطاوس وسعید بن جبیر و

عمر مہ و مجاہد و الحسن و قتادة رحمہم اللہ (عمدة القاری ۵۹/۱۰)

جب ابی حاجی ذبح سے قبل حلق کرے (یعنی سر منڈوائے) تو امام مالکؒ امام سفیان ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام اسحاقؒ امام ابو ثوریؒ امام داؤد ظاہریؒ اور امام ابن جریرؒ نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر کوئی شی (دم) لازم نہیں اور یہ حدیث میں منصوص ہے اور اس کو ابن عبدالبرؒ نے جمہور سے نقل کیا ہے جن میں سے امام عطاء طاؤسؒ سعید بن جبیرؒ عکرمہ مجاہدؒ حسن اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور یہی صاحبین کا بھی مسلک ہے: علامہ سید احمد طحاویؒ نے لکھا ہے و عندہما لایلزم بالتاخير فی المناسک شی (حاشیہ طحاوی علی در مختار ۱/۵۲۵) صاحبین کے ہاں مناسک میں تاخیر کرنے پر کوئی شی (دم) لازم نہیں ہوتا۔

اور علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ عندہما لایلزم شی بتقدیم نسک علی نسک (البحر الرائق ۳/۲۶) صاحبین کے ہاں مناسک حج میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں کچھ لازم نہیں۔

اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے۔ وقال ابو یوسف و محمد لاشی علیہ واحتجا بقوله لا حرج (عمدة القاری ۵۹/۱۰) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر کچھ نہیں اور ان دونوں ائمہ کا استدلال نبی کریم ﷺ کے فرمان لا حرج سے ہے۔

صاحبین سے دوسری روایت اور اس کا محمل: اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے ایک روایت اور بھی ہے جس کو علامہ ابن عابدینؒ نے علامہ صدر الشہیدؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ قال صدر الشہید فی شرح الجامع الصغیر، قارن حلق قبل أن یذبح فعليه دمان وقال ابو یوسف و محمد علیہ دم واحد لجنايته علی احرامه (منحة الخالق حاشیہ البحر الرائق ۳/۴۳) باب الجنايات) اگر قارن نے ذبح سے پہلے حلق کیا تو اس پر دو دم ہیں اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا ہے اس پر ایک دم واجب ہے اس لئے کہ اس نے اپنے احرام پر جنايت کی ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے نزدیک بھی کم از کم ایک صورت میں ترہیب کے چھوڑنے پر دم لازم ہے اور وہ یہ کہ قارن ذبح سے قبل حلق کرے۔

اس روایت کا جواب:- لیکن یہ نسبت صاحبین کی طرف درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ امام محمدؒ نے خود

اپنی رائے کی وضاحت کی ہے اور اسی طرح ذخائر فقہ میں دوسرے فقہاء احناف کے حوالہ سے ذکر ہوا ہے کہ ان کے ہاں ترتیب ساقط کرنے کی کسی بھی صورت میں دم نہیں اور علامہ سرخسیؒ نے تو بالکل واضح لکھا ہے کہ و عندہما لایلزمہ الدم بالتقدیم و التاخير (المبسوط ۳/۴۲۲ باب الطواف) کہ صاحبین کے ہاں تقدیم و تاخیر کے کسی بھی صورت میں دم لازم نہیں۔ البتہ اس روایت کا محمل یہ ہے کہ و علیہ دم واحد سے مراد دم ہے ان کے دم جنايت نہیں۔ علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے و الدم الذی یعجب عندہما دم القران لیس غیر لا للحلق قبل

اوانہ (فتح القدیر ۲/۲۵۵) صاحبین کے نزدیک قارن پر جود واجب ہے وہ دم قران ہے یہ دم اس وجہ سے لازم نہیں ہوا کہ اس شخص نے وقت سے پہلے سرمٹا دیا ہے گویا کہ اس مسئلہ میں صاحبین سے صرف ایک روایت ہے اور وہ یہ کہ تقدیم و تاخیر کی صورت میں کوئی دم لازم نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء کا مسلک: جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء مثلاً علامہ ابن ماثونؒ ابراہیم نخعیؒ وغیرہ حضرات کے ہاں یوم غزوہ اذی الحج کے دن ای چاروں امور میں ترتیب واجب ہے اور اگر کسی نے انہیں تقدیم و تاخیر کی تو اسپردم (قربانی) لازم ہے کہ وقال النخعیؒ وابوحنیفہؒ وابن الماجشونؒ علیہ دم وقال ابوحنیفہؒ ان کان قارنا قدمائ وقال زفرات کان قارنا فعلیہ ثلاثہ دما۔ (مدہ تھری ۱۰/۵۹) امام نخعیؒ ابوحنیفہؒ اور ابن ماثونؒ نے وجوب دم کا قول کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان امور میں تقدیم و تاخیر کرنا لا قارن ہو تو اسپردوم (قربانیاں) ہیں اور امام زفرؒ نے فرمایا ہے کہ قارن پر تین دم (قربانیاں) ہیں امام شافعیؒ سے ایک روایت: ترک ترتیب پر وجوب دم کے بارے میں امام شافعیؒ سے بھی ایک قول مروی ہے مگر امام نوویؒ اور دوسرے علماء شافعیہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ طبریؒ نے لکھا ہے کہ ولشافعی قول ضعیف انه اذا قدم الحلق علی الرمی والطواف لزم دم (شرح الطحاوی ۵/۳۱۳)

امام شافعیؒ سے ایک ضعیف قول یہ ہے کہ اگر حاجی نے حلق کوری اور طواف پر مقدم کیا تو اس پر دم لازم ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات: البتہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات ذخیرہ فقہ میں مذکور ہیں۔ (۱) ایک روایت تو یہ ہے کہ ان چاروں امور میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے ترتیب کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے اگر کسی بھی صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے تو دم لازم ہوگا کما قال علامہ سرخسیؒ من قدم نسکا علی نسک کان حلق قبل الرمی او نصر القارن قبل الرمی او حلق قبل الذبح فعلیہ دم (المبسوط للرخی ۴/۴۱۱-۴۱۲ باب الطواف کتاب الحج) جس نے ایک نسک کو دوسرے پر مقدم کیا جیسا کہ اس نے رمی سے قبل حلق کیا یا قارن نے رمی سے قبل جانور ذبح کیا یا ذبح سے پہلے حلق کیا تو اس پر دم لازم ہے۔ اس روایت کو عام کتب حنفیہ نے ذکر کر کے اس کو مفتیٰ پتر قرار دیا ہے۔ قال الاسیبحابی الصحیح قول ابی حنیفہ ومثی علیہ برہان الشریعة وصدر الشریعة والنسفی (المباب فی شرح الکتاب الثمیر بالمیدانی ۱/۱۸۶) علامہ اسماعیلیؒ نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا قول صحیح ہے اور اس کو برہان الشریعة صدر الشریعة اور امام نسفیؒ نے اختیار کیا ہے۔

(۲) دوسری روایت: یہ روایت امام محمدؒ نے کتاب الحجۃ علی اهل المدینۃ میں ذکر کیا ہے کہ اگر لاعلمی میں کسی سے ترتیب ساقط ہو جائے تو اس پر دم نہیں لگتا اور اگر کسی نے ترتیب ساقط کر کے دو دم لازم ہوگا۔

أخبرنا محمد عن أبي حنيفة في الرجل يجهل وهو حاج فيحلق رأسه قبل

أن يرمى الجمره انه لاشئ عليه (كتاب الحجۃ علی اهل المدینۃ ۲/۳۷۱)

امام ابوحنیفہؒ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے لاعلمی میں رمی جمرہ سے پہلے سرمٹا دیا تو اس پر کچھ نہیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ عذر کی بناء پر اگر ترتیب فوت ہو جائے تو دم لازم نہیں ہوتا۔

(۳) تیسری روایت: یہ روایت امام محمدؒ نے موطا میں ذکر کیا ہے۔ لا حرج فی شئ من ذلک ولم یرفی شئ من ذلک کفارة الا فی خصلۃ واحدة المتعمع والقارن اذا حلق قبل ان یدبح قال علیہ دم (موطا امام محمد ۲۳۵ باب من قدم نسک قبل نسک)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان امور میں کوئی قباحت نہیں ان میں سے کسی بات پر کوئی کفارہ نہیں سوائے اس ایک امر کے کہ متمتع اور قارن قربانی سے قبل سرمٹا لے تو اس پر دم واجب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا استدلال: امام ابوحنیفہؒ اور آپؐ کے ہمنوا علماء کرام اپنی رائے ترتیب میں تقدیم و تاخیر پر وجوب دم کے استدلال کیلئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں عن ابن عباسؓ قال من قدم شیئاً من حجه او اخره فلیهرق لذلک دمًا (شرح معانی الآثار ۱/۴۴۷) آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنے حج میں سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ خون بہائے۔

صاحب ہدایہ کی نسبت ضعیف: صاحب ہدایہ نے یہ روایت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب کی ہے مگر علامہ بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ماخذ میں اس کو نہیں پایا شاید کہیں ہو (معارف السنن ۴/۲۱۲)

امام صاحب کے مسئلہ کا جواب: مگر اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے رواہ ابن

ابی شیبہؒ باسناد حسن من طریق مجاہد عن ابن عباسؓ فذكر وفيه ابراهيم بن مهاجر وهو ضعيف وأخرجه الطحاوی من وجه آخر احسن منه ويعارضه ما ثبت فی الصحيحین من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فمن قدم شیئاً او أخر افعلا ولا حرج (الدریۃ) کہ اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے مجاہد عن ابن عباسؓ کے طریق سے اسناد حسن روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس میں ابراہیم بن مهاجر ہے۔ جو ضعیف ہے اور امام طحاویؒ نے اس کو ایک دوسرے طریق سے ذکر کیا ہے جو ابن ابی شیبہؒ کی روایت سے احسن ہے لیکن اس کے معارض وہ روایتیں ہیں جو عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے صحیحین میں مروی ہیں جس میں تقدیم اور تاخیر کرنا لے سے افعلا ولا حرج کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: قال القرطبی روی عن ابن عباسؓ ولم یثبت عنه ان من قدم شیئاً علی شئ فعلیہ دم (معانی الآثار ۵/۷۹) امام قرطبیؒ نے فرمایا

کہ ابن عباسؓ سے بظاہر یہ روایت مردی ہے مگر اس حقیقت میں یہ ثابت نہیں کہ جس نے کسی امر کو دوسرے امر پر مقدم کیا اس پر دم لازم ہے۔ اسکے علاوہ یہ عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ ہے جو صریح روایات کے مقابل ہے۔ جبکہ اصولاً صحابی کا اجتہاد نص صریح کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جہوہ اور ائمہ کرام اور صاحبین کے دلائل: جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ صاحبین اور دوسرے ائمہ کرام کے ہاں امور اربعہ میں ترتیب کا لحاظ رکھنا سنت ہے اور ان امور میں ترک کرنے یعنی تقدیم و تاخیر کی صورت میں دم لازم نہیں۔ یہ حضرات اپنی رائے کے لئے مختلف روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیل لہ فی الذبیح والحلق والرمی والتقدیم والتاخیر فقال لا حرج رواہ البخاری فی الصحیح عن موسیٰ بن اسماعیل ورواہ مسلم عن محمد بن حاتم عن بلز عن وہیب (السنن الکبریٰ ۱۳۲/۵ - کتاب الحج) بیک رسول اللہ ﷺ سے ذبح، رمی اور تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لا حرج۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ وأتی رجل يوم النحر وهو واقف عند الجمرة فقال يا رسول الله ﷺ انی حقت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج واتاه آخر فقال انی ذبحت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج واتاه اخر فقال افضت الی البيت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج قال فما رأیتہ سئل يومئذ عن شئی الا قال افعل ولا حرج اخرجه مسلم فی الصحیح هكذا فی حدیث عبد اللہ بن مبارک (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۴۲/۵ - کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا اور آپ یوم النحر کے دن حجرۃ عقبہ کے پاس کھڑے تھے تو ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے رمی سے قبل حلق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ارم ولا حرج۔ ایک دوسرا آیا اس نے کہا کہ میں نے رمی سے قبل ذبح کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ارم ولا حرج۔ اور پھر ایک تیسرا آیا اور کہا کہ میں نے رمی سے قبل طواف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ارم ولا حرج۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا مگر آپ ﷺ فرماتے افضل ولا حرج اس روایت کو امام مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام محمدؒ نے لکھا ہے قال محمد بالحدیث الذی روی عن النبی ﷺ لا حرج فی ذلک..... واما

نحن فلا نرى عليه شيئاً (موطأ امام محمد ص ۲۳۵)

یہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ہم اس کو پکڑتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے کسی بھی صورت میں کچھ لازم نہیں کیا۔ اسلئے ہم بھی عدم ترتیب پر کچھ لازم نہیں کرتے۔ اس روایت کے بارے میں امام ابو یوسف علی ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو حدیث حسن و العمل علی هذا عند اکثر اهل العلم وهو قول احمد واسحاق (جامع ترمذی علی صدر تحفۃ الاغوی ۳/۶۶۳ کتاب المناسک عبد اللہ بن عمرو کی روایت حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے اور یہ قول امام احمد اور اسحاق کا ہے۔

(۳) عن عكرمة عن ابن عباس قال سأل رجل رسول الله ﷺ فقال انى حلفت قبل ان اذبح فقال لا حرج فقال آخرانى رميت بعد ما امسيت قال لا حرج ما علمته سئل عن رسول الله ﷺ عن شئى يومئذ الا قال لا حرج ولم يأمر شئى من الكفارة هذا اسناد صحيح (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۱۳۳ کتاب الحج)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ بیشک میں نے ذبح سے قبل حلق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لا حرج ایک دوسرے شخص نے کہا کہ بے شک میں نے شام کرنے کے بعد رمی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لا حرج مجھے معلوم نہیں کہ اس دن آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا ہو مگر آپ ﷺ نے فرمایا لا حرج۔ اور آپ ﷺ نے (کسی بھی سائل کو) کفارة کا حکم نہیں دیا۔

(۴) عن جابر ان رسول الله ﷺ رمى ثم جلس للناس فجااء رجل فقال يا رسول الله ﷺ انى حلفت قبل ان انحر قال لا حرج ثم جاء آخر فقال حنفت قبل ان ارمى قال لا حرج فما سئل عن شئى الا قال لا حرج۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۱۳۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمی (جرمہ عقبہ) کے بعد لوگوں کے لئے بیٹھ گئے تو ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک میں نے قربانی سے قبل سرمٹا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک دوسرا آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رمی سے قبل حلق کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ نے کسی بھی مسئلہ کے بارے میں نہیں پوچھا گیا مگر آپ ﷺ نے فرماتے رہے لا حرج۔

(۵) عن سلمة بن شريك قال خرجت مع النبي ﷺ حاجا فكان الناس يأتونه فمن قال يا رسول الله سعيت قبل ان اطوف او قدمت شيئا او أخرت شيئا فكان يقول لا حرج لا حرج۔ (۵/۳۴۴ کتاب المناسک باب فى من قدما شيئا قبل شئى فى حجه) مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۴۴

حضرت سلمہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کیلئے نکلا۔ تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو بعض نے کہا کہ میں نے طواف سے قبل سعی کی یا میں نے کسی امر کو مقدم کیا یا مؤخر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لا حرج۔ کوئی حرج نہیں۔..... اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے علامہ منذریؒ نے لکھا ہے: قال بظاہر الحديث مجاهد وطائوس والشافعي وفقهاء اهل الحديث في جماعة من السلف وأنه لاشئ عليه في الجميع قدم منها ما قدم أو أخر منها، أخر (۳۲۳/۵) کتاب التناكب باب في من قدم شيئاً قبل شئ في (ج۲) اس ظاہر حدیث پر امام مجاہدؒ، طاؤسؒ، امام شافعیؒ اور فقہاء اہل حدیث اور اسلاف کی ایک جماعت نے قول کیا ہے کہ ان تمام مقدم و مؤخر امور میں کچھ واجب نہیں

(۶) عن قيس بن سعد أن النبي ﷺ سئل عن التقديم والتأخير في الحج فقال لا حرج (مصنف ابن أبي شيبة ۳/۳۵۴) قيس بن سعدؒ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ سے حج میں تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷) عن عطاء قال قال رسول الله ﷺ من قدم من حجة شيئاً مكان شئ فلا حرج (مصنف ابن أبي شيبة ۳/۳۵۴) حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے حج میں کسی امر کو دوسرے پر مقدم کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

(۸) عن علي بن النبي ﷺ أن رجلاً أتاه فقال افضت قبل أن أحلق قال فاحلق أو قصر ولا حرج (مصنف ابن أبي شيبة ۳/۳۵۴) حضرت علیؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ میں نے حلق سے پہلے طواف افاضت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حلق یا قصر کر کوئی حرج نہیں۔

(۹) عن مقاتل انهم سألوا انس بن مالك عن قوم حلقوا من قبل ان يذبحوا قال اخطاتم السنة ولا شئ عليكم (السنن الكبرى للبيهقي ۵/۱۳۳- کتاب الحج) حضرت انسؓ سے لوگوں نے اس قوم کو لوگوں کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے قربانی سے قبل حلق کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے سنت کو چھوڑ دیا ہے مگر تم پر کچھ نہیں۔

(۱۰) عن جابر بن زيد في رجل حلق قبل أن ينحر قال عليه الفدية قال فمألت مجاهد أوطائوساً فقال لا ليس عليه شئ (مصنف ابن أبي شيبة ۳/۳۵۴) حضرت جابر بن زیدؓ نے اس آدمی کے بارے میں کہا کہ اس پر فدیہ ہے جس نے نحر سے پہلے سر منڈایا تو راوی کہتا ہے میں نے حضرت مجاہدؒ اور طاؤسؒ سے اس بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے کہا کہ اس شخص پر کچھ نہیں۔ ان جملہ روایات سے وضاحت سے معلوم ہوا کہ یوم النحر دس ذی الحجہ کے دن ان چار امور میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں دم واجب نہیں ہوتا۔ (جاری ہے)